حافظ ابو بکر بن ابی شیبہؒ

ڈاکٹر جمیلہ شوکت ☆

صحابہ کرامؓ نے اپنے معمولات زندگی کو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بنانے کے لئے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخذ و حصول اور اس کی تعلیم و تبلیغ کے جس مقدس فریضے کا آغاز کیا تھا وہ دور تابعینؒ اور بعد کے ادوار میں بھی جاری رہا۔

اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا کہ مسلم امہ نے ابتدائی تین صدیوں میں علم حدیث کے ساتھ جو اعتناء کیا اور اس کی طرف توجہ دی وہ کسی اور دینی علم کے ساتھ نہ ہوئی۔ اہل علم و فضل کی شب و روز کی ان پیہم کوششوں نے حدیث اور اس سے متعلقہ علوم کو اس مقام و مرتبے تک پہنچا دیا کہ بعد میں آنے والے اہل علم کے لیے کسی نئی جہت اور پہلو پر کام کرنے اور اس کو آگے بڑھانے کی گنجائش کم ہی رہ گئی۔

ان ابتدائی تین صدیوں میں علم حدیث کی مختلف النوع خدمت کرنے والوں کا استقصاء و استیعاب ایک دشوار کام ہے تاہم اس مبارک قافلے میں ایک معتدبہ تعداد ایسے شیوخ اور علماء حدیث کی ہے جن کی مساعی جلیلہ نے اس علم کو ایک فن کی شکل دینے میں نمایاں کردار ادا کیا اور اس کو دوسرے علوم و فنون سے ممتاز کر دیا۔

ان صفحات میں علم حدیث کی کہکشاں کے ایک درخشندہ ستارے ابو بکر بن ابی شیبہؒ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

نام و نسب

ابو بکر عبداللہ بن محمد بن القاضی ابی شیبہ الحافظ العبسی (۱) الکوفی (۲) ۱۵۹ھ میں واسط کے

☆ پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی۔

ایک علمی خانوادے میں پیدا ہوئے(۳)۔ ان کے دادا ابو شیبہ ابراھیم بن عثمان م۱۶۹ھ(۴)جن کی نسبت سے عبداللہ بن محمد مشہور ہوئے اپنی عدل گستری کی بنا پر اہل شہر میں مقبول و معزز تھے۔ مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ منصور عباسی ۱۳۶ھ-۱۵۸ھ کے دور میں تیئیس سال تک واسط کے منصب قضاء پر فائز رہے(۵)۔ ابن ابی شیبہ کے والد محمد بن ابراہیم(م۱۸۲ھ) خود بھی ایک ثقہ محدث اور فقیہ تھے اور فارس میں قضاء کے منصب پر رہے(۶)۔ ابو بکر بن ابی شیبہ کے علاوہ ان کے دوسرے بیٹے عثمان بن ابی شیبہ م۲۳۹ھ (۷) اور قاسم بن ابی شیبہ (۸) بھی اہل علم میں سے تھے لہذا اہل شہر انہیں " والد المشائخ" (۹) کے لقب سے پکارتے۔

ابن ابی شیبہ نے چھوٹی عمر ہی سے علم کے حصول کی طرف توجہ دی۔ ذہبی کا قول ہے: طلب ابو بکر العلم وھو صبی(۱۰)۔ دستور کے مطابق سب سے پہلے اپنے شہر کے اہل علم سے استفادہ کیا ان کے سب سے پہلے اور معمر شیخ 'شریک القاضی تھے(۱۱)۔ بصرہ اور کوفہ کے علاوہ دوسرے علاقوں کے محدثین سے استفادہ کیا۔ بغداد گئے اور وہاں درس و تدریس کی مجالس قائم کیں(۱۲)۔ علم حدیث سے قلبی تعلق اور لگاؤ اس قدر تھا کہ اپنے شہر کے تمام شیوخ کے حلقہ ہائے درس میں شرکت کی کوشش کرتے۔ ان کے استاذ عبد الحمید الحمانی م۲۰۲ھ کا قول ہے: اولاد ابن ابی شیبة من اھل العلم 'کانوا یزاحمونا عند کل محدث(۱۳)۔

اساتذہ

ابن ابی شیبہ نے مشائخ کی کثیر تعداد سے علم حدیث اخذ کیا(۱۴)۔ ہم یہاں ان کے چند معروف اساتذہ کا اختصار سے ذکر کرتے ہیں۔

☆ ابو الاحوص' سلام بن سلیم الکوفی م۱۹۲ھ (۱۵) امام ذہبی نے ان کا ذکر الامام' الثقة اور الحافظ ایسے اہم القابات سے کیا ہے(۱۶)۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی تالیف المصنف میں ان کی روایات کو شامل کیا

☆ وکیع بن الجراح بن ملیح الرواسی الکوفی م۱۹۷ھ(۱۷): ان کے والد خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں بیت المال کے ذمہ دار تھے(۱۸)۔ شمار جید علماء میں ہوتا ہے۔ خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے معروف تھے۔ ان کے شاگرد ابن راھویہ نے جو خود بھی بطور حافظ مشہور ہیں اپنے استاد کے حافظہ کا اعتراف کیا(۱۹)۔ علی بن خشرم (م۲۵۷ھ) نے جب ان سے حافظہ کو تیز کرنے کا نسخہ دریافت کیا تو وکیع نے " ترک معاصی" تجویز فرمایا(۲۰)

☆ ابن علیہ ' اسماعیل بن ابراھیم الکوفی م ۱۹۳ھ (۲۱) قبیلہ بنو اسد کے ساتھ رشتہ موالات تھا (۲۲)۔ اپنی والدہ علیہ جو عالمہ و متدین خاتون تھیں ' کی نسبت سے مشہور ہوئے (۲۳)

☆ عبدالرحمٰن بن مھدی ابو سعید العنبری البصری م ۱۹۸ھ (۲۴) : علم حدیث میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ صحیح و غیر صحیح حدیث میں تمیز و پرکھ کا ملکہ حاصل تھا (۲۵)

☆ القطان ' یحیی بن سعید بن فروخ البصری م ۱۹۸ھ (۲۶) علم الرجال پر خصوصی دسترس حاصل تھی (۲۷)۔ عقیدہ خلق قرآن اور فرق باطلہ کے سخت مخالف تھے (۲۸)۔ فروع میں امام ابو حنیفہؒ کے مسلک پر عامل تھے (۲۹)

☆ عبداللہ بن ادریس بن یزید المقرئ الکوفی م ۱۹۲ھ (۳۰) اپنے وقت کے بہترین قراء میں سے تھے۔ لغت کی صحت کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ کسی طالب علم کی گفتگو میں قواعد کی غلطی پاتے تو اس کو حدیث بیان نہ کرتے (۳۱)۔ خلفاء و امراء سے وابستگی اور تعلق ناپسند تھا (۳۲)

☆ عبداللہ بن المبارک الحنظلی م ۱۸۱ھ (۳۳) خراسان کے مشہور محدث جو اپنے زہد و تقوی میں معروف تھے۔ اللہ کی رضا اور اس سے اجر کی امید پر علم حدیث کی بلا معاوضہ تعلیم دیتے تھے (۳۴)۔ صاحب تالیف تھے (۳۵)

☆ ھشیم بن بشیر بن ابی خازم م ۱۸۳ ھ (۳۶) بغداد کے صاحب تالیف محدث تھے (۳۷) مجالس درس باوقار ہوتیں اور ان کا اتنا رعب ہوتا کہ طلبہ سوال کرنے کی جرأت نہ کرتے (۳۸)۔ بہترین حافظہ کے مالک تھے حتی کہ بڑھاپے میں بھی حافظہ برقرار رہا۔ ابن المبارک نے ایک موقعہ پر کہا " ھشیم ان محدثین میں سے ہیں جن کے بڑھاپے نے حفظ پر اثر نہیں کیا (۳۹)

تلامذہ

ابن ابی شیبہ کے اساتذہ کی طرح تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے (۴۰) یہاں ہم صرف چند ان تلامذہ کا ذکر کرینگے جنہوں نے اپنی تالیفات میں اپنے شیخ کی روایات کی تخریج کی۔

☆ بخاری ' محمد بن اسماعیل بن ابراھیم الجعفی م ۲۵۶ھ (۴۱)۔ بچپن ہی سے علم کی طلب

کی لگن تھی(۴۲)۔ کم عمری ہی میں اپنے اقران حتی کہ اساتذہ پر بھی سبقت لے گئے۔ امیر المؤمنین فی الحدیث اور امت کے فقیہہ ایسے القابات حاصل کیے(۴۳)۔ متعدد کتب تالیف کیں(۴۴)۔ الجامع الصحیح نمایاں مقام کی حامل ہے اور امت مسلمہ کتاب الہی کے بعد اسے اصح ترین کتاب تسلیم کرتی ہے(۴۵)۔ اپنی تالیف الجامع میں ابن ابی شیبہ سے تیس روایات بیان کی ہیں(۴۶)

☆ مسلم بن الحجاج القشیری النیساپوری م ۲۶۱ھ(۴۷)صاحب تالیف تھے(۴۸)۔ اپنے ہم عصر اور استاذ امام بخاری کی متابعت میں احادیث صحیحہ کا انتخاب الجامع کی صورت میں پیش کیا۔ کتاب کے آغاز میں مفید مقدمہ تحریر کیا۔ یہ کتاب صحت کے علاوہ حسن ترتیب کے اعتبار سے بھی منفرد مقام رکھتی ہے(۴۹)۔ مسلم نے اپنی الجامع میں ابن ابی شیبہ سے پندرہ سو چالیس روایات بیان کیں(۵۰)

☆ ابو داؤد سلیمان بن الاشعث الازدی السجستانی م ۲۷۵ھ(۵۱)۔ علم حدیث کے حصول کے لیے دوسرے علاقوں کے سفر کیے۔(۵۲) احکام سے متعلق مستند احادیث کا انتخاب کیا اور اسے السنن کا نام دیا۔ محمد بن مخلد کا قول ہے: صار کتابه السنن لاصحاب الحدیث کالمصحف(۵۳)

☆ ابن ماجہ محمد بن یزید ابو عبداللہ القزوینی م ۲۷۳ھ(۵۴) کتاب السنن کے علاوہ تاریخ و تفسیر پر بھی تالیفات مرتب کیں(۵۵)۔ اچھے حافظے کے ساتھ ساتھ نقد حدیث پر بھی دسترس حاصل تھی(۵۶)۔ ابو زرعہ الرازی نے ان کی السنن کو بنظر تحسین دیکھا۔(۵۷)۔

☆ احمد بن حنبل ابو عبداللہ الشیبانی م ۲۴۱ھ(۵۸) پیدائش سے قبل ہی والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے تھے(۵۹)۔ چھوٹی عمر سے علم حدیث کی تحصیل کا آغاز کیا(۶۰)۔ مسند اور کتاب العلل مشہور کتب ہیں(۶۱)۔ عقیدہ خلق قرآن کی مخالفت کی اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں(۶۲)

☆ حسن بن سفیان ابو العباس الخراسانی النسوی م ۳۰۱ھ(۶۳) مشہور محدث، فقیہ اور ادیب تھے(۶۴)۔ ابو ثور (م ۲۴۰ھ) کے مذہب کے مطابق فتوی دیتے تھے(۶۵)۔ علی بن جعد (م ۲۳۰ھ) سے ابن ابی شیبہ کی تالیفات کا سماع کیا اور السنن ابو ثور سے سنی(۶۶)۔ کتاب المعرفۃ والتاریخ ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ متعدد مقامات پر اپنے شیخ سے روایات بیان کی ہیں

☆ بقی بن مخلد بن یزید ابو عبد الرحمٰن الاندلسی م ۲۷۶ھ (۶۷) علم حدیث سے محبت ان کو دیار مشرق کھینچ لائی۔ بغداد کے اہل علم سے استفادہ کیا اور ابن ابی شیبہ کے علم و فضل سے متاثر ہوئے (۶۸)۔ مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ اندلس میں مصنف ابن ابی شیبہ کو سب سے پہلے انہوں نے متارف کرایا (۶۹)۔ صاحب تالیف تھے۔ علم حدیث سے محبت اور لگن کی وجہ سے صارت الاندلس دار حدیث واسناد (۷۰)

☆ محمد بن وضاح ابو عبداللہ المروانی م ۲۸۷ھ (۷۱) طلب حدیث کے لیے بلاد مشرق کا سفر کیا (۷۲)۔ اندلس میں علم حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے نمایاں خدمات سر انجام دیں (۷۳)

☆ جعفر بن محمد ابو بکر الفریابی القاضی م ۳۰۱ھ (۷۴) طلب حدیث کی لگن میں بلاد مغرب کا سفر کیا (۷۵)۔ دینور کے قاضی رہے (۷۶)۔ ان کے حلقہ ہائے درس اتنے مقبول تھے کہ ہزاروں افراد شریک ہوتے (۷۷) اور بعض لوگوں کو تو جگہ حاصل کرنے کے لیے رات مقام درس پر ہی بسر کرنی پڑتی (۷۸)

حفظ وضبط

محدثین و شیوخ کے حفظ و اتقان کے واقعات حیرت انگیز ہیں۔ محدثین کی ایک کثیر تعداد ''سید الحفاظ'' کے لقب سے معروف ہے۔ اس جماعت اور گروہ کے ایک رکن ابن ابی شیبہ بھی ہیں (۷۹) جن کا حافظہ بطور مثال بیان کیا جاتا ہے (۸۰)۔ بچپن ہی سے حافظہ بہترین تھا۔ چودہ سال کی عمر میں اپنے ایک شیخ سے اخذ کردہ احادیث کے بارے میں کسی نے شک کا اظہار کیا تو جواب دیا: و أنا یومئذ احفظ للحدیث منی الیوم (۸۱)۔ ان کے ہمعصر عمرو بن علی الفلاس (م ۲۴۹ھ) جو خود بھی بہترین حافظہ کے مالک تھے فرماتے ہیں: مارأیت احدا أحفظ من أبی بکر بن أبی شیبة (۸۲)۔ ان کے ایک شاگرد صالح بن محمد جزرہ (م ۲۹۳ھ) کا بیان ہے مذاکرہ کے وقت ابن ابی شیبہ سے بہتر یادداشت کسی کی نہیں تھی (۸۳)۔ ابن حبان کے بقول اپنے زمانے میں مقطوع روایات (۸۴) کے سب سے بڑے حافظ تھے (۸۵)۔

ان کے ایک اور ممتاز شاگرد حافظ ابو زرعہ نے ان کی یادداشت کا اعتراف کیا اور جب عبد الرحمٰن بن خراش نے ابو زرعہ کو بغداد کے محدثین کے حفظ و یادداشت کے بارے میں جتانا چاہا تو

انہوں نے جواب دیا: دع اصحابك فانهم اصحاب مخاريق ما رأيت احفظ من ابی بكر بن ابی شيبة .(۸۶)۔

عبدان الاھوازی کا قول ہے کہ ابو بکر اور کچھ دوسرے محدثین اسطوانہ عبداللہ بن مسعود کے پاس (شاید مذاکرہ حدیث کے لیے) بیٹھتے۔ ان کے تمام ساتھی خاموش ہو جاتے لیکن ابن ابی شیبہ احادیث بیان کرتے رہتے (۸۷)۔

خطیب نے انہیں متقنا حافظا (۸۸) کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔

علمی مقام

ابن ابی شیبہ کے معاصر علماء اور بعد میں آنے والے محدثین و علماء نے ان کے علم و فضل اور فن حدیث میں دسترس اور تبحر کا اعتراف کیا ہے۔

امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں عدیم النظیر 'الثبت النحریر (۸۹) کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ابن منجویہ نے متقن حافظ اور متدین (۹۰) کے الفاظ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ اپنے وقت کے نامور محدث و فقیہ تھے۔ ان کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے چار نے بلاواسطہ استفادہ کیا اور اپنے مجموعہ ہائے احادیث میں ان کی روایات کو جگہ دی (۹۱)۔ سنن ابو داؤد اور سنن ابن ماجہ میں کثرت سے احادیث ان سے منقول ہیں۔ ابو عبید قاسم بن سلام کا بیان ہے کہ علم حدیث چار اشخاص پر آ کر منتہی ہوا جن میں ابو بکر بن ابی شیبہ حسن اداء 'احمد بن حنبل تفقہ' یحیی ابن معین جامعیت اور علی بن المدینی وسعت معلومات میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں (۹۲) ایک اور موقع پر ابو عبید ہی نے کہا: حدیث کے ربانی عالم چار ہیں جن میں حلال و حرام کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والے احمد بن حنبل اور حسن سیاق میں سب سے اچھے علی بن المدینی اور تصنیف و تالیف میں خوش سلیقہ اور باذوق ابو بکر بن ابی شیبہ اور صحیح و غیر صحیح احادیث کا علم رکھنے والے یحیی بن معین ہیں (۹۳)۔ ابن ابی شیبہ کے شاگرد ابو زرعہ رازی جنہوں نے علم حدیث میں نمایاں مقام حاصل کیا ان کا کہنا ہے کہ میں نے ابن ابی شیبہ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں ہیں (۹۴)۔

امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ میرے نزدیک اپنے بھائی عثمان سے افضل ہیں (۹۵)۔ کسی نے ابن معین سے دریافت کیا کہ کوفہ میں کس محدث سے حدیث بیان کی جائے۔ انھوں نے جواب دیا ابو شیبہ کے دونوں بیٹوں ابو بکر و عثمان سے (۹۶)۔

حافظ ابن کثیر نے احد الاعلام و ائمة الاسلام (۹۷) وغیرہ القاب سے ان کو یاد کیا

ہے۔ بر صغیر کے ممتاز محدث شاہ عبدالعزیز نے ان کو حدیث میں امام تسلیم کیا ہے (۹۸)۔

ابن ابی شیبہ سنت کے پابند تھے۔ دین میں بدعات اور غلو کو ناپسند کرتے تھے۔ دوسری صدی ہجری میں مختلف کلامی فرقے ظہور میں آئے اور انہوں نے دین و عقائد کے بارے میں عقلی موشگافیاں کیں۔ محدثین نے ان کا سختی سے نوٹس لیا۔ عقیدہ خلق قرآن جس کا آغاز مامون کے عہد میں ہوا اور معتصم اور واثق کے دور میں عروج پر پہنچا۔ ان خلفاء نے علماء و محدثین کو جبراً عقیدہ خلق قرآن کے تسلیم کرنے پر مجبور کیا اور جنہوں نے انکار کیا وہ قید و بند کی صعوبتوں میں گرفتار ہوئے۔ متوکل اپنے پیشروؤں کے برعکس اس عقیدہ کا سخت مخالف تھا۔ اس نے اہل علم کی ایک جماعت کو جس میں ابن ابی شیبہ شامل تھے معتزلہ اور جھمیہ کے پھیلائے شکوک و شبہات کو رد کرنے پر مأمور کیا (۹۹)۔ مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسجد رصافہ میں ان بدعتی فرقوں کے استیصال اور ان کے رد میں احادیث کو مؤثر انداز میں بیان کیا کرتے تھے۔ ان کا انداز بیان اس قدر دلنشین ہوتا کہ ہزاروں حاضرین ان مجالس میں شریک ہوتے۔

علم حدیث کا یہ عالم و ماہر، ۸ محرم جمعرات کی شب ۲۳۵ھ تقریباً ۷۴ سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جاملا (۱۰۰)۔

تالیفات

ابوبکر بن ابی شیبہ ان علماء و حفاظ میں سے ہیں جنہوں نے معاصرین کے اخذ و استفادہ کے لیے علوم دینیہ بالخصوص حدیث کے حلقہ ہائے درس قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اس خزینہ علم و عرفان کو تحریر و تصنیف کے ذریعے آنے والی نسلوں کے لیے بھی محفوظ کر دیا۔

ابن ابی شیبہ باکمال مصنف تھے۔ رامہر مزی کا قول ہے کہ ابو عبید قاسم بن سلام اور ابن ابی شیبہ سے بڑھکر کوئی مصنف نہیں (۱۰۱)۔ ان ہی کا قول ہے تفرد بالكوفة ابو بكر بن ابی شيبة بتكثير الابواب وجودة الترتيب وحسن التأليف (۱۰۲) ذہبی نے انہیں صاحب التصانیف الکبار کہا (۱۰۳) ابو عبید جو خود مفید کتب کے مؤلف ہیں کا بیان ہے : احسنهم و ضعا للكتاب ابن ابی شيبة (۱۰۴) ابن منجویہ کا قول ہے : ممن كتب و صنف و جمع (۱۰۵)۔

ان کے تذکرہ نگاروں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف موضوعات پر ان کی متعدد تصانیف تھیں لیکن ان میں سے بیشتر معدوم ہیں۔ ابن ندیم اور دیگر تذکرہ نگاروں کے بیان سے درج ذیل کتابوں کے نام سامنے آتے ہیں :

کتاب التفسیر، کتاب الاحکام، کتاب السنن فی الفقہ، کتاب التاریخ، کتاب الفتن، کتاب صفین، کتاب الجمل، کتاب الفتوح، کتاب المسند (۱۰۶) المصنف (۱۰۷)۔ کتب خانہ الظاہریہ دمشق کی فہرست مخطوطات سے کتاب الایمان، کتاب الاداب اور کتاب الجهاد کا پتہ بھی ملتا ہے (۱۰۸) زرکلی صاحب الاعلام نے دوسری کتب کے علاوہ ایک کتاب الزکاۃ کی نشان دہی بھی کی ہے (۱۰۹)۔ ہماری معلومات کے مطابق ان تمام تالیفات میں سے صرف المصنف دنیا کے مختلف مکتبات میں موجود ہے اور شائع ہو چکی ہے (۱۱۰)۔

المصنف

تیسری صدی ہجری میں "مصنف" نام کے بے شمار مجموعے مرتب ہوئے (۱۱۱) لیکن ان میں سب سے زیادہ اہم، جامع اور مفید مجموعہ مصنف ابن ابی شیبہ ہے جس کی بدولت مؤلف کو لازوال شہرت نصیب ہوئی۔

اس کتاب کی ترتیب کتب فقہ کے انداز پر ہے لیکن محدثین کے طریقے کے مطابق تمام روایات کو سند کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ یہ ضخیم کتاب تقریباً سینتیس کتب پر مشتمل ہے۔ آغاز "کتاب الطهارة" سے ہوتا ہے اور اختتام "کتاب الجمل" پر۔ اس میں کچھ ایسی کتب بھی شامل ہیں جو بالعموم کتب حدیث کی مختلف اقسام کا حصہ نہیں ہوتیں مثلاً کتاب الرد علی ابی حنیفہ (۱۱۲)، کتاب الجمل وغیرہ۔

المصنف کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے بہترین ہے۔ یہ کتاب اہل کوفہ میں معروف اور متداول تھی۔ بقی بن مخلد اندلسی طلب حدیث کے لیے اسلامی قلمرو کے مشرقی حصے بغداد و کوفہ وغیرہ آئے تو ابن ابی شیبہ کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہو گئے (۱۱۳)۔ انہوں نے جب المصنف کو دیکھا تو اسے پسند کیا اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے اپنے ساتھ اندلس لے گئے ذہبی بقی بن خلد کے ترجمے میں اس سلسلے میں لکھتے ہیں: ومما انفرد به ولم يدخله سواه مصنف ابی بكر بن ابی شيبة بتمامه (۱۱۴)۔

المصنف کسی خاص مسلک کی ترجمان نہیں۔ مؤلف نے فقہی معاملات و مسائل میں مختلف فقہاء اور علماء کی آراء کا ذکر کیا ہے جو ان کی رواداری اور وسعت قلبی پر دلالت کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بقی بن مخلد اندلسی کے حلقہ درس میں اس کتاب سے پڑھایا گیا تو اہل الرائے کے ایک گروہ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور مخالفت کی۔ اہل اندلس کی غالب اکثریت مالکی مسلک کی پیروکار تھی مالکی مسلک کے علاوہ دوسرے مسالک و مذاہب ان کے نزدیک ناقابل قبول تھے۔ خلیفہ وقت محمد بن

عبدالرحمن جو خود صاحب علم اور علماء و فضلاء کا قدر دان تھا اسے جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے صحیح صورت حال جاننے کے لیے المصنف کے اجزاء کا خود مطالعہ کیا اور اسے پسند کیا۔ بقی کو کہا کہ انشر علمك و ارو ما عندك و نهاهم ان يتعرضوا له (١١٦)۔

علاوہ ازیں خلیفہ نے اپنی ذاتی کتب خانہ کے لیے بھی ایک نسخہ کی تیاری کا حکم دیا (١١٧) اس کتاب کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اس کی اکثر مرویات کتب صحاح میں موجود ہیں جو اس کی احادیث کی صحت اور حجت ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا کہ امام بخاری امام مسلم اور ابو داؤد ابن ماجہ جو ابن ابی شیبہ کے شاگرد تھے انہوں نے اپنے شیخ کی بہت سی روایات اپنی تالیفات میں بیان کی ہیں۔

اس کتاب میں مرفوع و متصل روایات کے ساتھ مرسل منقطع اور موقوف احادیث بھی ہیں۔ مسائل میں آثار صحابہ و تابعین اور دیگر فقہاء کے فتاوی اور آراء بھی موجود ہیں۔ یہ واحد کتاب ہے جس سے معاملات و مسائل میں سلف کے تعامل اور مسائل میں ائمہ کے اتفاق و اختلاف کا پتہ چلتا ہے۔

صاحب کشف الظنون کا بیان ہے: هو كتاب كبير جدا جمع فيه فتاوى التابعين و اقوال الصحابة و احاديث الرسول الله صلى الله عليه وسلم (١١٨)

ابن کثیر (م ٧٧٤ھ) نے المصنف کی تعریف و توصیف میں کہا: وصاحب المصنف الذی لم يصنف احد مثله قط لا قبله ولا بعده (١١٩)۔

ابن حزم اندلسی ظاہری (م ٤٥٦ھ) اس کتاب کو امام مالک کی مؤطا سے افضل مانتے ہیں (١٢٠)۔

محدث زاہد الکوثری کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

والمصنف احوج ما يكون الفقيه اليه من الكتب الجامعة المسانيد والمراسيل وفتاوى الصحابة والتابعين رتبه على الابواب ليقف المطالع على مواطن الاتفاق و الاختلاف بسهولة وهو من اجمع الكتب لا دلة الفقهاء خاصة اهل العراق (١٢١)۔

یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اپنی تالیف میں مسلک کی جس رواداری اور وسعت قلبی کا ثبوت دیا ہے بعد میں آنے والے اسے آگے نہ بڑھا سکے اور اس غیر جانبدارانہ انداز کو قائم نہ رکھ سکے۔

اس کتاب کی اہمیت اور افادیت پر اس سے بڑھ کر ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ کتب حدیث و فقہ کی وہ شروح جن میں احادیث احکام سے بحث کی جاتی وہ اس سے مستغنی نہیں رہ سکتیں۔

حواشی

۱- ابن ابی شیبہ بنو عبس کے مولی تھے اور اسی نسبت سے عبسی کہلائے (تاریخ بغداد ' ۱۰/ ۶۶ ؛ سیر اعلام النبلاء ' ۱۱/ ۱۲۲؛ ابن حجر ' تھذیب التھذیب '۶/ ۲)۔بنو عبس قبیلہ غطفان کی ایک شاخ ہے۔(سمعانی ' الانساب '۴/ ۱۴۰) : یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ قبیلہ عبس کی طرف اس خانوادہ کی نسبت آزاد کردہ غلام کی نہیں بلکہ موالی کی اس جماعت سے تھی جو غیر عرب علاقوں سے مسلمان ہونے کے بعد کوفہ اور بصرہ وغیرہ میں آباد ہو گئے تھے اور انھوں نے کسی عرب قبیلہ سے دوستی و موالات کا معاملہ کر لیا تھا۔

۲- تفصیل کے لئے :الجرح والتعدیل ' ۵/ ۱۶۰ ؛ تاریخ بغداد '۱۰ ۶۶ ؛ تھذیب التھذیب '۶/ ۲ ؛ میزان الاعتدال '۲/ ۴۹۰ ؛ تذکرۃ الحفاظ ' ۲/ ۴۳۲ ؛ رجال صحیح مسلم '۱/ ۳۸۵ ؛ سیر اعلام النبلاء ' ۱۱/ ۱۲۲ ؛ العجلی ' تاریخ الثقات '۲۷۶۔

۳- ذھبی ' سیر ' ۱۱/ ۱۲۲؛ تاریخ بغداد '۶/ ۱۱۲: ان کے بیٹے ابراہیم بن عبداللہ ابو شیبہ العبسی الکوفی (م ۲۶۵ھ) مشہور محدث تھے (دیکھیے :سیر '۱۱/ ۱۲۸؛ تھذیب '۱/ ۱۳۶)ان کے بھتیجے ابو جعفر محمد بن عثمان (م ۲۹۷ھ) بغداد کے ثقہ محدث تھے (تاریخ بغداد '۳/ ۴۲؛ تذکرہ '۲/ ۶۶۱؛ میزان ' ۳/ ۶۴۱) لیکن بقول ذھبی و ابو بکر اعلم (سیر '۱۱/ ۱۲۲)۔

۴- تاریخ بغداد '۶/ ۱۱۱؛ تھذیب ' ۱/ ۱۴۴

۵- الانساب ' ۴/ ۱۴۰؛ تاریخ بغداد '۶/ ۱۱۲

۶- أیضاً '۴/ ۱۴۰؛ تھذیب '۹/ ۱۲؛ تفصیل کے لیے :تاریخ بغداد '۱۰ ۳۸۳ : بخاری ' التاریخ الکبیر '۶/ ۲۵۰۔

۷- تفصیل کے لئے : تاریخ بغداد ' ۱۱ ۲۸۳ : تذکرہ '۲/ ۴۴۴ ؛ میزان '۳/ ۳۵ ؛ تھذیب '۷/ ۴۹

۸- میسر مصادر میں تفاصیل نہ مل سکیں۔

۹- الانساب '۴/ ۱۴۰

۱۰- سیر ' ۱۱/ ۱۲۲

۱۱- ایضاً '۱۱/ ۱۲۲

۱۲- تاریخ بغداد '۱۰/ ۶۶'۶۸ ' تھذیب '۶/ ۴

۱۳- سیر ' ۱۱/ ۱۲۳؛ تھذیب '۶/ ۳؛ تاریخ بغداد '۱۰/ ۶۸

۱۴- تاریخ بغداد ' ۱۰/ ۶۶ ؛ تھذیب '۶/ ۲ ؛سیر '۱۱/ ۱۲۲

۱۵- تفصیل کے لئے :الفسوی ' کتاب المعرفۃ والتاریخ '۱/ ۱۷۱؛ تذکرہ '۱/ ۲۵۹ ؛ تھذیب '۴/ ۲۸۳ ؛

سیر'۸/۲۸۱

۱۶- سیر'۸/۲۸۱

۱۷- تاریخ الفسوی'۱/۱۷۵؛ تاریخ بغداد'۱۳/۴۶۶؛ تھذیب'۱۱/۱۲۳؛ میزان الاعتدال'۴/۳۳۵؛ شذرات'۱/۳۴۹؛ سیر'۹/۱۴۰

۱۸- سیر'۹/۱۶۸؛ تھذیب'۱۱/۱۳۰

۱۹- سیر'۹/۱۵۷؛ تھذیب'۱۱/۱۲۹

۲۰- ایضا'۹/۱۵۱؛ تھذیب'۱۱/۱۳۰

۲۱- الجرح'۲/۱۵۳؛ تاریخ بغداد'۶/۲۲۹؛ تذکرۃ الحفاظ'۱/۳۲۲؛ سیر'۹/۱۰۷؛ تھذیب'۱/۲۷۵

۲۲- سیر'۹/۱۰۷؛ تھذیب'۱/۲۷۵

۲۳- سیر'۹/۱۰۷'۱۱۳

۲۴- تاریخ بغداد'۱۰/۲۴۰؛ تھذیب'۶/۲۷۹؛ تذکرۃ'۱/۳۲۹' سیر'۹/۱۹۲

۲۵- سیر'۹/۱۹۲'۱۹۷

۲۶- الجرح'۹/۱۵۰؛ تذکرۃ'۱/۲۹۸؛ تھذیب'۱۱/۲۱۶؛ تاریخ بغداد'۱۴/۱۳۵؛ سیر'۹/۱۷۵

۲۷- سیر'۹/۱۷۷'۱۸۳؛ تھذیب'۱۱/۲۱۷

۲۸- ایضا'۹/۱۷۹'۱۸۲

۲۹- ایضا'۹/۱۷۶

۳۰- الجرح'۵/۸؛ تھذیب'۵/۱۴۴؛ تذکرۃ'۱/۲۸۳؛ سیر'۹/۴۲؛ تاریخ بغداد'۹/۴۱۵

۳۱- تاریخ بغداد'۹/۴۱۹؛ سیر'۹/۴۴

۳۲- سیر'۹/۴۶

۳۳- الجرح'۵/۱۷۹؛ وفیات'۳/۳۲؛ تھذیب'۵/۳۸۲؛ تاریخ بغداد'۱۰/۱۵۲؛ سیر'۸

۳۴- سیر'۸/۳۸۷

۳۵- ایضا'۸/۳۸۰؛ تھذیب'۵/۳۸۶

۳۶- کتاب المعرفۃ'۱/۱۷۴'۲۳۴؛ الجرح'۹/۱۱۵؛ تاریخ بغداد'۱۴/۸۵؛ تھذیب'۱۱/۵۹؛ تذکرۃ'۱/۱۴۹؛ سیر'۸/۲۸۷

۳۷- سیر'۸/۲۸۹؛ تھذیب'۱۱/۶۰

۳۸- ایضا'۸/۲۹۰

۳۹- ایضا'۸/۲۹۰

۴۰- سیر'۱۱/۱۲۳؛ تاریخ بغداد'۱۰/۶۶

۴۱- الجرح'۷/۱۹۱؛ تاریخ بغداد'۲/۴؛ تذکرہ'۲/۵۵۵؛ تھذیب'۹/۴۷؛ سیر'۱۲/۳۹۱؛ شذرات الذھب'۲/۱۳۴

۴۲- سیر'۱۲/۳۹۳

۴۳- ایضاً'۱۲/۴۱۹'۴۲۳'۴۳۲

۴۴- ایضاً'۱۲/۴۰۰'۴۰۲'۴۰۷

۴۵- تھذیب'۹/۵۲'۵۵؛ تدریب الراوی'۱/ ۶۸

۴۶- تھذیب '۶/ ۴

۴۷- الجرح'۸/۱۸۲؛ تاریخ بغداد'۱۳/ ۱۰۰؛ تذکرہ' ۲/ ۵۸۸؛ تاریخ ابن کثیر'۱۱/ ۳۳؛ تھذیب '۱۰/۱۲۶؛ شذرات'۲/ ۱۴۴؛ سیر '۱۲/ ۵۵۷

۴۸- سیر'۱۲/۵۷۹ ؛ بعض کتب مثلاً کتاب التمییز ڈاکٹر اعظمی کی تحقیق کے ساتھ اور کتاب العلل تحقیق ابن رجب شائع ہو چکی ہیں۔

۴۹- تدریب الراوی'۱/ ۷۲ ؛ تھذیب'۱۰/ ۱۲۷

۵۰- الجرح'۶/ ۴

۵۱- الجرح'۴/ ۱۰۱؛ تاریخ بغداد'۹/ ۵۵؛ وفیات '۲/ ۴۰۴؛ تھذیب'۴/ ۱۹۹؛ شذرات'۲/ ۱۶۷؛ سیر'۱۳/ ۲۰۳؛ تذکرہ'۲/ ۵۹۱

۵۲- سیر'۱۳/ ۲۰۴

۵۳- ایضاً'۱۳/۲۱۲

۵۴- تذکرۃ الحفاظ'۲/ ۶۳۶؛ تھذیب'۹/ ۵۳۰؛ البدایہ والنھایہ'۱۱/ ۵۲؛ سیر'۱۳/ ۲۷۷

۵۵- سیر'۱۳/۲۷۷

۵۶- ایضاً '۱۳/۲۷۸

۵۷- ایضاً'۱۳/۲۷۸

۵۸- طبقات ابن سعد' ۷/ ۳۵۴ ؛ تاریخ فسوی'۱/ ۲۱۲؛ تاریخ بغداد'۴/ ۴۱۲؛ تذکرہ'۲/۴۳۱؛ تھذیب'۱/ ۷۲ ؛ شذرات '۲/ ۹۶ ؛ سیر '۱۱/ ۱۷۷

۵۹- سیر'۱۱/۱۷۹

۶۰- ایضاً '۱۱/۱۷۹

۶۱- مطبوعہ مسانید میں سب سے ضخیم اور مستند مانی جاتی ہے۔ کتاب العلل کا ایک حصہ راقمہ کے استعمال میں رہا جو T Kocygit کی تحقیق کے ساتھ انقرہ سے شائع ہو چکا ہے۔

۶۲- سیر'۱۱/ ۲۳۹'۲۸۸' تفصیل کے لیے رجوع کیجیے سیر کی مذکورہ جلد میں عنوان "محنة" کے تحت ص ۲۳۲ و بعد

۶۳ الجرح'۳/ ۱۶؛ تذکرہ'۲/ ۴۰۷؛ البدایہ'۱۱/ ۱۲۴؛ میزان'۱/ ۳۹۲؛ سیر'۱۲/ ۱۵۷

۶۴- سیر'۴/ ۱۵۹

۶۵- ایضاً'۱۲/ ۱۵۹؛ ابتداء میں زیادہ تر رائے سے فتویٰ دیا کرتے بعد ازاں "رجع عن الرأی إلی الحدیث" (سیر'۱۲/ ۵۷)۔

۶۶- ایضاً' ۱۴/ ۱۵۸

۶۷- تاریخ علماء الاندلس' ۱/ ۹۱؛ البدایہ' ۱۱/ ۵۶؛ تذکرۃ الحفاظ' ۲/ ۶۲۹؛ العبر' ۲/ ۵۶؛ سیر' ۱۳/ ۲۸۵

۶۸- سیر' ۱۳/ ۲۸۶

۶۹- ایضاً' ۱۳/ ۲۸۷

۷۰- ایضاً' ۱۳/ ۲۸۷

۷۱- تاریخ علماء الاندلس' ۲/ ۵؛ تذکرۃ الحفاظ' ۲/ ۶۳۶؛ میزان' ۴/ ۹۵؛ شذرات' ۲/ ۱۹۴؛
سیر' ۱۳/ ۴۴۵

۷۲- سیر' ۱۳/ ۴۴۵

۷۳- ایضاً' ۱۳/ ۴۴۵-۴۴۶' ۲۸۷

۷۴- تاریخ بغداد' ۷/ ۱۹۹؛ تذکرہ' ۲/ ۶۹۲؛ البدایہ' ۱۱/ ۱۲۱؛ شذرات' ۲/ ۲۳۵؛ سیر' ۱۴/ ۹۶

۷۵- سیر' ۱۴/ ۹۸

۷۶- ایضاً' ۱۴/ ۹ـ

۷۷- ایضاً' ۱۴/ ۹۸

۷۸- ایضاً' ۱۴/ ۱۰۰

۷۹- ذہبی نے انہیں سید الحفاظ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ سیر' ۱۱/ ۱۲۲

۸۰- سیر' ۱۱/ ۱۲۳

۸۱- سیر' ۱۱/ ۱۲۴

۸۲- سیر' ۱۱/ ۱۲۳

۸۳- تہذیب' ۶/ ۴؛ سیر' ۱۱/ ۱۲۵؛ العبر' ۱/ ۳۳۱

۸۴- خطیب نے مقطوع روایت کی تعریف بایں الفاظ کی: المقاطیع هی الموقوفات علی التابعین
(مقدمہ ابن صلاح' ۴۷)

۸۵- تہذیب' ۶/ ۴

۸۶- سیر' ۱۱/ ۱۲۴

۸۷- سیر' ۱۱/ ۱۲۴

۸۸- تاریخ بغداد' ۱۰/ ۶۶

۸۹- تذکرہ الحفاظ' ۲/ ۴۳۲

۹۰- رجال صحیح مسلم' ۳۸۵

۹۱- سیر' ۱۱/ ۱۲۳

۹۲- تاریخ بغداد' ۱۰/ ۶۹؛ سیر' ۱۱/ ۱۲۴

۹۳- ایضاً' ۱۰/ ۶۹؛ ایضاً' ۱۱/ ۱۲۷

۹۴- تذکرۃ الحفاظ' ۲/ ۴۴۹

۹۵- سیر' ۱۱/ ۱۲۳

۹۶- تاریخ بغداد' ۱۰/ ۷۰

۹۷- البدایۃ والنھایۃ' ۱۰/ ۳۱۵

۹۸- بستان المحدثین' ۴۹

۹۹- تاریخ بغداد' ۱۰/ ۶۷' سیر' ۱۱/ ۱۲۵

۱۰۰- ایضاً' ۱۰/ ۷۱

۱۰۱- المحدث الفاصل' ۶۱۴

۱۰۲- ایضاً' ۶۱۴

۱۰۳- العبر' ۱/ ۳۳۱

۱۰۴- سیر' ۱۱/ ۱۲۷؛ تاریخ بغداد' ۱۰/ ۶۹

۱۰۵- ابن منجویہ' رجال صحیح مسلم. ۳۸۵

۱۰۶- کتاب المسند اور المصنف کو بعض اہل علم نے ایک ہی تصنیف قرار دیا ہے (سیزگین' ۱/ ۱۰۸)؛ حاجی خلیفہ کا بھی یہی گمان ہے (۲/ ۱۷۱۲)۔ المسند اور المصنف کا طرز ترتیب ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ لہذا یہ دونوں الگ الگ کتابیں تھیں۔ حاجی خلیفہ کے الفاظ ہیں: مسند ابن ابی شیبہ ہو کتاب کبیر (کشف الظنون' ۲/ ۱۶۷۸) تذکرہ نگاروں نے ان دو کتابوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے (تاریخ بغداد' ۱۰/ ۶۸۷؛ تذکرہ' ۲/ ۴۳۲؛ سیر' ۱۱/ ۱۲۲) مسند کا بیشتر حصہ معدوم ہے۔ اس کے کچھ حصے مخطوط صورت میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ رقم ۲۳۰۳ کے تحت اور کچھ جامعہ اسلامیہ رباط میں رقم ۹۸۰ موجود ہیں۔

۱۰۷- الفہرست' ۳۰۲؛ تاریخ بغداد' ۱۰/ ؛ تذکرۃ الحفاظ' ۲/ ۴۳۲' ۴۳۳؛ سیر' ۱۱/ ۱۲۲' ۱۲۵؛ الاعلام' ۴/ ۱۱۸؛ الرسالۃ المستطرفۃ' ۳۵-۳۶؛ فواد سیزگین' ۱/ ۱۰۸' ۱۰۹

۱۰۸- ظاہریہ' حدیث رقم ۲۷۹' ۲۸۷؛ مجموع' ۸۷/ ۷

۱۰۹- الاعلام' ۴/ ۱۱۸

۱۱۰- مصنف کے کچھ اجزاء ۱۹۷۲ء میں حیدر آباد سے شائع ہوئے اور کچھ حصے ملتان سے ۱۳۲۴ھ میں طبع ہوئے۔ اس کے بعد مکمل مصنف ۱۹۸۹ء تا ۱۹۸۳ء بمبئی سے عبدالخالق الافغانی' استاذ عامر العمری الاعظمی اور مختار احمد الندوی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔

ہندوستان کے اسی ایڈیشن کو ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی نے شائع کیا: اس ایڈیشن کی ایک خوبی ہے کہ بمبئی والا ایڈیشن' جس میں کتاب الایمان والنذور اور کتاب الحج کا کچھ حصہ شامل نہ تھا اس میں موجود ہے جو ناشرین کے قول کے مطابق نواحی کراچی کی مشہور علم دوست شخصیت پیر جھنڈا کی ذاتی لائبریری سے حاصل کیا گیا ہے۔ کراچی کے ناشرین نے چوتھی جلد کو دو حصے میں پیش کیا ہے۔ یعنی جلد چہارم حصہ اول میں کتاب الایمان والنذور اور کتاب الحج کا حصہ رکھ دیا گیا ہے۔ جبکہ جلد چہارم کے حصہ

دوم میں وہی مواد ہے جو ہندوستان سے چھپے ایڈیشن کے جلد چہارم میں - کیا ہی اچھا ہوتا کہ ناشرین ادارۃ القرآن پہلے پانچ جلدوں میں مذکور احادیث کے نمبر بھی درج کر دیتے۔ احادیث پر نمبروں کا اندراج جلد ششم سے شروع ہوتا ہے اور آخری جلد تک چلتا ہے۔ مؤخر الذکر تمام اجزاء مختار احمد الندوی کے محقق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمت کو قبول فرمائے۔

-۱۱۱ دیکھیے راقمہ کا مقالہ :

Musannaf Literature in the second and third centuries A.H. *Al-Qalam*, Vol.II No.2 (pp. 1-13).

-۱۱۲ کتاب الرد علی ابی حنیفۃ جلد ۱۴ کے صفحات ۱۴۸-۲۷۴ پر موجود ہے۔ کتاب کے اس حصے میں ابن ابی شیبہ نے ایک سو پچیس مسائل کی بابت کہا ہے کہ ان میں امام ابو حنیفہ کا عمل حدیث و آثار سے ثابت عمل کے برعکس ہے۔ ابن ابی شیبہ کا اپنے پیشرو سے یہ اختلاف اس زمانے میں کوئی نئی بات نہ تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اختلافات اہل علم میں موجود تھے۔ امام دار الھجرۃ مالک ابن انس کے بارے میں ان کے ہمعصر مصری محدث اللیث بن سعد ناقل ہیں :- احصیت علی مالك بن انس سبعين مسئلة كلها مخالفة لسنة النبى صلى الله عليه وسلم مما قال مالك فيها برأيه قال : وقد كتبت اليه (جامع بيان العلم ۲ /۱٤۸) کم و بیش یہی بات ابن حزم ظاہری نے کہی : کہ موطأ میں ایسی ستر روایات ہیں : وقد ترك مالك نفسه العمل بها (تدريب الراوى ۱ /۸٤) ابن عبدالبر نے واضح طور پر بتادیا کہ احادیث کا یہ ترک اور اس کے مخالف عمل کا ہونا کوئی آسان معاملہ نہیں۔ وہ فرماتے ہیں : ليس لاحد من علماء الامة يثبت حديثاً عن النبى صلى الله عليه سلم ثم يرده دون ادعاء نسخ عليه باثر مثله او باجماع او بعمل يجب على أصله الانقياد اليه او طعن فى سنده ولو فعل ذلك احد سقطت عدالته فضلا عن ان يتخذ إماما ولزمه اثم الفسق ... (جامع بيان العلم ۲ /۱٤۸)۔

-۱۱۳ یہ، ۱۳ ۲۸۶

-۱۱۴ یہ، ۱۳ ۲۸۷

-۱۱۵ یہ، ۱۳ ۲۸۸

-۱۱۶ ایضا، ۱۳ ۲۸۸

-۱۱۷ ایضا، ۱۳ ۲۸۸

-۱۱۸ کشف الظنون، ۲ /۱۷۱۲

-۱۱۹ البدایۃ والنھایۃ، ۱۰ /۳۱۵

-۱۲۰ تدریب الراوی، ۱ /۸۴ ؛ تذکرۃ الحفاظ، ۳ /۱۱۵۳ ؛ شاہ ولی اللہ بھی اسی رائے کے مؤید نظر آتے ہیں۔ حجۃ اللہ البالغۃ، ۲ /

-۱۲۱ حواشی ذیل تذکرۃ الحفاظ، ۱۸۵